رسرچ نوٹ

شریعت پٹیشن نمبر ۴/ آئی / ۱۹۹۴ء

پٹیشنر نے پٹیشن نمبر ۴/آئی/۱۹۹۴ ء میں مسلم فیملی لاء آرڈیننس ۱۹۶۱ ء کے سکشن (۷) کے ذیلی سکشن ۱ ، ۲ ، ۳ ، ۴ ، ۵ ، کو اس بناء پر چیلنج کیا ہے کہ یہ قرآن و سنت کے منافی ہیں ۔

۱۔ سیکشن ۔ ۷ کے ذیلی سکشنز (۱) ،(۱۱) کا جہاں تک تعلق ہے بظاہر ان میں قرآن و سنت کے منافی کوئی بات نہیں ۔ اس لئے کہ احکام الہیہ کی اطاعت کے لئے امیر المومنین جبر کر سکتا ہے، اس سلسلہ میں احکام کی عملداری کے لئے قوانین مرتب کئے جا سکتے ہیں۔ اور خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دی جا سکتی ہے ۔ جیسا کہ چوری و زنا اور بہتان وغیرہ کسے سلسلہ میں خود اللہ تعالی نے سزا مقرر فرمائی ہے ۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے ۔

" السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما "
(المائدة :۳۸)
(جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو)

اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا ،

" الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائة جلدة "
(النور:۲)

(بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو)دونوں میں سے ہر ایک کو سوکوڑے مارو)

قذف کے بارے میں ارشاد ربانی ہے ۔

۰۰۰۰/جاری ہے ۔

" والـــذیں یـــرمـــوں المحصـــت ثـــم لم یا توا
ساربـــعة شہـــدآ ء فـــاجـــلـد وھـــم ثمانیـــں
جـــلدة ولا تقـبـلـو الہـم شـہادة ابـدا ج و
اولـــئک ھـــم الفـســـقوں " (النور:۴)

(اور جو لوگ پرہیز گار عورتوں کو بدکاری کا
عیب لگائیں ، اور اس پر چار گواہ نہ لائیں
تو انکو اسی کوڑے مارو اور کبھی ان کی
شہادت قبول نہ کرو ، اور یہی لوگ بدکردار
ہیں)

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کے مرتکب کو سزا دلائی ۔

" رجـــم رســـول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رجمنا بعد "

(صحیح بخاری ص ۱۵۵۹)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا حکم دیا کہ اگر کوئی اونٹ کی نکیل بھی نہیں دیگا تو اس کے خلاف جہاد کروں گا ۔

چنانچہ طلاق کے معاملات کو قرآن و سنت کی روشنی میں حل کرنے کے لئے حکومت وقت کوئی قانون بناتی ہے تو جائز ہے ۔

۲۔ سیکشن ۔ کے ذیلی سیکشن (۳) محمل نظر ہے ۔ اس لئے کہ یہ کہنا کہ جس دن چیئرمین کو طلاق کا نوٹس دیا گیا ہے اس دن سے لیکر ۹۰ دن گزرنے پر طلاق موئثر ہو گی ۔ یہ قرآن و سنت کے خلاف ہے ۔

ھـــدایة میں ہے ،

۰۰۰۰/جاری ہے

" ابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق
وفي الوفاة عقيب الوفاة "

طلاق کے اعلان کے ساتھ ھی عدت کا آغاز ہو جاتا ھے ۔ یہ کہنا کہ چیئرمین کو نوٹس دینے کی تاریخ سے عدت کا آغاز ہو گا ، صریحا اسلام کے خلاف ھے ۔ کیونکہ اگر نوٹس طلاق دینے کے چند روز بعد بھیجا ھے تو یہ مطلقہ پر ظلم ہو گا کہ مصالحت نہ ہونے کی صورت میں وہ قانونا دوسری شادی نہ کر سکے گی ۔ اسی طرح سے (کرپشن) کا امکان ھے ۔

معتدہ طلاق کی عدت مطلق نوے دن کہہ دینا بھی صحیح نہیں ۔
اسکی عدت کی تین صورتیں ھیں ۔

۱۔ اگر عورت آئسہ ھے ، یعنی کم عمری یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہیں آتا تو اسکی عدت کی مدت ازروئے قرآن تین ماہ ھے ۔

"والائی یئسن من المحیض من نسائکم "

صاحب ھدایہ نے لکھا ھے ،

" وان کانت ممن لا تحیض من صغر او کبر
فعدتھا ثلثۃ اشھر"

جن کو کم عمر یا بڑھاپے کی عمر کی وجہ سے حیض نہیں آتا ، اسکی عدت تین ماہ ھے ، اور یہ تین ماہ قمری ھیں نہ کہ عیسوی ، اس لحاظ سے بھی نوے دن نہیں ہوتے ۔ کیونکہ قمری ماہ بالعموم ۲۹ یا ۲۸ ، تک ہوتا ھے ، کوئی تیس دن (۳۰) کا ہو گا ۔ کم و بیش ہو سکتا ھے ۔ اس

لئے بحائے ۹۰ دن کہنے کے تین ماہ کہا جائے ۔

۲۔ حس عورت کو حیض آتا ھے ، اسکی طلاق کے بعد عدت کی مدت تین قروء ھے ۔ قروء سے مراد احناف کے نزدیک حیض ھیں ۔ یعنی تین حیض گزرنے پر عدت کی مدت ختم ھو جائے گی ۔ حیض والی عورت مطلقہ کی عدت کی کم از کم معیاد ۳۰ دن تک ھے ۔ زیادہ سے زیادہ تین ماہ کا عرصہ ھے ۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ھے ،

" والمطلقات یتربص بانفسھن ثلثة قروء "
(البقرة : ۲۲۸)
(اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں
روکے رہیں)

صاحب ھدایة نے لکھا ھے ،

" واذا طلق الرجل امراته طلاقا بائنا
او رجعیا او وقعت الفرقة بینھما
بغیر طلاق وھی حرة ممن تحیض فعدتھا
ثلثة اقراء "

(جب مرد اپنی عورت کو طلاق بائن دے یا رجعی دے
یا ان کے درمیان بغیر طلاق کے فرقت واقع ھو اور
وہ عورت آزاد جس کو حیض آتا ھو تو اسکی عدت
تین حیض ھے)

اب نوے دن کی قید سے تو ایسی عورت عدت کی میعاد سے مزید چند دن تک مقید رھے گی ۔ جو کہ ظلم ھے ، ارتکاب جرم کا خدشہ بھی ھے ۔ بلکہ زنا کاری کا سبب ھو گا کیونکہ اگر کسی نے اپنی عورت کو

طہر ختم ہونے کے وقت طلاق دی ہے تو اس طرح اس کو تین حیض گزرنے میں چالیس دن لگیں گے ۔ اب وہ پچاس دن مزید بلاوجہ دوسرا نکاح نہ کرنے کی پابند رہے گی ، ایسی صورت میں خدانخواستہ اس دوران حرم کا اندیشہ بھی ہے نہ نہ بھی ہو تو پھر بھی اتنی مدت اس کو پابند رکھنا بغیر عزر کے ظلم ہے ۔ جبکہ وہ دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق رکھتی ہے ۔

۳۔ تیسری صورت عدت کی وضع حمل ہے ، یعنی ایسی عورت جو حمل کے ساتھ تھی اور اس کو خاوند نے طلاق دے دی تو اب اسکی عدت نہ تو تین ماہ ہو گی اور نہ ہی تین حیض بلکہ جس وقت وضع حمل ہو جائے اسکی مدت عدت ختم ہو جائے گی ۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے ،

" واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن "
(الطلاق : ۴)

(اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے)

یہ تو تھیں، معتدہ طلاق کی عدت کی تین صورتیں ۔

جو عورت معتدہ وفات ہے اسکی عدت کی میعاد چار ماہ اور دس دن ہے ۔

قرآن مجید میں ہے ،

" و یذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشرا "
(البقرة : ۲۳۴)

(اور عورتیں چھوڑ جائیں ، تو عورتیں چار
مہینے اور دس دن اپنے آپ کو روکیں رہیں)

صاحب ھدایۃ نے لکھا ھے ،

" وعدۃ الحرۃ فی الوفات اربعۃ وعشرا "

(آزاد عورت کی عدت وفات کے بعد چار ماہ
دس دن ھے)

...

ذیلی سکشن ۔ ۴ کے تحت چیئر مین نوٹس کی وصولی کے
تیس دن کے اندر اندر ثالثی کونسل کو ترتیب دے گا ، جو کہ دونوں
فریقین کے درمیان مصالحت کی کوشش کرے گی ۔

۱۔ اس طرح سے دو خرابیاں پیدا ھو سکتی ھیں ۔ ایک تو یہ
کہ اگر طلاق کا نوٹس چیئرمین کو اس وقت ملے جبکہ عدت کی مدت
میں چند دن باقی ھوں ، اور تیس (۳۰) دن کے اندر اندر مصالحتی
کونسل کی تشکیل اور پھر فیصلہ کرنے سے پہلے عدت ختم ھو جائے تو
بقیہ ایام عورت کو مقید رکھنا ظلم ھو گا ، کیونکہ ذیلی سیکشن (۳)
کی رو سے تو نوے دن تک معیاد عدت ھے ۔

۲۔ دوسری صورت یہ کہ اگر عورت حاملہ ھے ، نوٹس ملنے کے
فورا بعد وضع حمل ھو جاتا ھے ، اور چیئرمین صاحب ثالثی کونسل
تشکیل کرتے رھیں اور نوے دن تک ان میں اصلاح کی کوشش کریں ، اگرچہ

نہ صلح ہو بھی جائے تو زنا جیسے گناہ کبیر کا ارتکاب ہو گا ، عدت کے بعد طلاق موثر ہو جاتی ہے ، بغیر حلالہ اس شخص کے نکاح میں نہیں رہ سکتی ۔

ذیلی سیکشن (۵) کی رو سے یہ کہنا کہ حمل کی صورت میں عدت یا تو ذیلی سیکشن (۳) میں مذکور یعنی نوے دن ہو گی ، یا وضع حمل جو بھی ان میں سے مدت موخر ہو یہ غلط ہے ، قرآن مجید کے منافی ہے ، وضع حمل چاہیے ایک لمحہ بعد ہو عدت مکمل ہو جاتی ہے ۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ۔

" واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن "

(الطلاق : ۴)

(حمل والی خواتین کی عدت کی میعاد وضع حمل ہے)

ان دلائل کی روشنی میں مسلم فیملی لاز آرڈیننس ۱۹۶۱ ء کی سیکشن ۔ ۷ (۳) میں ترمیم کی ضرورت ہے ۔

(سید محمد مزمل شاہ کاظمی)
سینئر ریسرچ ایڈوائیزر
وفاقی شرعی عدالت ،
اسلام آباد

29-8-1994